شیخ راحیل احمد (جرمنی)

مرزا صاحب اور حدیث

مذہب اسلام میں احکامات اوران کی تشریح کے لئے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکارنہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت پر جوڈاکہ ڈالا، عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا، اسکے جواز ڈھونڈنے میں مرزا صاحب نے نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں، تحریف کی، جھوٹ باندھے اور من مانے تراجم کئے، اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو حق ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ احادیث پر، اسکے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا ہاتھ دراز کیا، اور جس حدیث کو انہوں نے چاہا رد کیا چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو، اور جس حدیث کو چاہا، بطور دلیل کے پیش کر دیا چاہے وہ کتنی ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہوں، جیسا کہ فرماتے ہیں۔

☆ ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔ **اعجاز احمدی**، رخ ص۱۴۰/ ج۱۹۔ یہ تو اقرار کر رہے ہیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کر دیں، اور کئی احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔ بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دو سطر حدیث کی ساتھ میں اپنا تبصرہ اس طرح گڈمڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے من معنی پہنا دئے اور ان کو پیش کر دیا اور باقی کی حدیث کو گول کر گئے۔ غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت قران، حدیث اور سنت کے ساتھ کر سکتا ہے نہ صرف مرزا صاحب نے بے دریغ کیا بلکہ آج تک کے آئمہ تلبیس میں وہ اس باب میں بھی ان تمام جھوٹے نبیوں کے سرخیل ثابت ہوئے بلکہ خاتم الآئمہ تلبیس ہوئے۔ مرزا صاحب کی احادیث پر چیرہ دستیاں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند ایک مثالوں پر ہی قناعت کریگا، کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے، اور جھوٹ کے طومار خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے، لیکن سچائی کہ ایک جھونکے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اور جھوٹ کی لاش کو ننگا کر دیتے ہیں اسطرح حقیقت جاننے والوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرزا جی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہونگی، اس لئے اس آرٹیکل کو دیگ میں سے چاول کے ایک دانے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا صاحب کی مختلف آراء

شروع شروع میں جب مرزا صاحب کمپنی کی مشہوری کر رہے تھے، تا کہ نبوت کے آئندہ منصوبوں کی راہ ہموار ہو جائے، کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کو بعض نامور اہلحدیث علماء کا تعاون بھی حاصل ہونے کی امید تھی۔

اس وقت مرزا صاحب کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول:

☆''حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑ ہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اسکے آثار اور انوار نظر آ گئے اسمیں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کیساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اسپر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا'' (شہادت القرآن، رخ ص ۳۰۴/ ج ۶)

اس موقف کے بعد مرزا صاحب اور انکی جماعت اب ان حدیثوں کی تاویلیں اور جرح کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لئے کہ اسکے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا صاحب اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور دیکھیں کتنی فنکاری سے احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں:

☆اسکے بعد مرزا صاحب نے ایک آسان نسخہ ڈھونڈا کہ انکے دعوے چونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات و آثار، نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور انکے پاس ان سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں، یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں، اس سے بچنے کے لئے انکے ذہن نے اسکا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ لگایا، ''بخاری جو فن حدیث میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہوسکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں، بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا، اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں اماکم من کم کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے اس لئے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا''، ازالہ اوہام، رخ ص ۱۷۳/ ج ۳۔ اب اگر مرزا جی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پُرکاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں، خواہ صحیح، خواہ سند، سب رطب و یابس ہیں۔ دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم

ﷺ سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و یابس قرار دے دیا اور ان اماموںؒ کی سالہا سالوں کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے نکلتے ہیں انکو بھی مشکوک کر دیا، اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاریؒ ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ دیباچہ بخاری شریف صفحہ ۸۰ پر امام بخاریؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح، اب آپ صرف دو ہزار احادیث صحیح بخاری درج ہیں صرف ان پر کیسے انحصار کر سکتے ہیں جبکہ خود امام بخاریؒ کا بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اسکی ایک بڑی واضح مثال کہ حجۃ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے بخاری میں نہیں ہے، حالانکہ سارا عالم اسلام اسکو صحیح سمجھتا ہے اور مرزا جی نے بھی اسکی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اب مرزا جی تو نہیں رہے انکے سلسلے کے علماء ہی بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور انکے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟ خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا جی نے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا جی نے کئی وضعی حدیثیں، بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کر دیں حالانکہ انکا کوئی وجود نہیں، ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں۔

اب مرزا صاحب لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے، پر کاری کی انتہا دیکھئے کہ کس طرح احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں:

☆ جب مرزا صاحب نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعووں کے ثبوت میں کچھ حدیثوں کو پکڑ لیا اور کچھ سے مکمل اغماض و بے تعلقی دکھائی، اس اغماز کا جواز کیا دیتے ہیں۔ ''جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے''، اربعین ۴، رخ ص ۴۵۴/ ج ۱۷۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے انکو کیا بتایا، اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جسکو اختیار کر کے ایک عام آدمی نہ سہی ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا جی نے آخر کونسا اصول خدا سے پایا، جسکو وہ بھی اختیار کر کے صحیح احادیث پیش کر سکے اور غیر صحیح کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچاوے۔ شاید قادیانی جماعت کے بزرجمہر بتا سکیں؟

مرزا صاحب اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کی راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش ملاحظہ کیجئے:

☆ پھر میرزا جی احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل مل کرنے میں مرزا جی نے، اس ہستی، اس صحابیؓ رسول ﷺ کی ذات پر، جس کے توسط سے سب سے زیادہ احادیث امت تک پہنچی ہیں، ایسے خیالات کا اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی صحیح مسلمان ایسی بات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اور اس طرح مرزا جی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے گناہ بھی کمایا ہے اور

مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے،، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے، مرزا صاحب لکھتے کیا ہیں بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مرزا کا قلم ان کے دل کا بغض اُگلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور جگہ؟ (ا) ''ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا''۔ اعجاز احمدی، رخ ص ۱۲۷/ ج ۱۹۔ (۲) ''ابو ہریرہؓ فہم قران میں ناقص ہے۔ اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے''۔ ضمیمہ نصرۃ الحق، رخ ص ۴۱۰/ ج ۲۱۔ (۳) ''درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا'' ضمیمہ نزول المسیح، رخ ص ۱۲۷/ ج ۱۹۔ اور یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا کا قلم کانپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔ لیکن مرزا کو کونسا جہنم کا ڈر تھا انکے باقی کونسے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں۔ جب دیکھا کہ ابھی بھی کام نہیں بنا تو حدیث پیش کرنے کا ٹنٹا ہی ختم کرتے ہیں:

☆ لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا عترض باقی رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹنٹا ہی اُڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔ اعجاز احمدی، رخ ص ۱۴۰/ ج ۱۹۔ اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے، اول اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی ردی کا کاغذ ہے، یعنی بالواسطہ طور پر مرزا نے اپنی وحی یا الہام کو قرآن سے بھی برتر قرار دے لیا۔ دوسرے عالم اسلام کے چودہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا، حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔ مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے مواد ملا (جسکو مرزا صاحب نے مرضی کے مطابق توڑا مروڑا)۔ ''جس تھالی میں کھائے، اسی میں چھید کرے'' کے مصداق مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جیسے، ''صاحب لوگ'' ہی ہوتے ہیں۔ مال اکٹھا کرنے کے لئے بے سند (بقول مرزا صاحب) حدیث کام آتی ہے:

☆ لیکن جب مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے اسوقت انہی احادیث کو اپنے لئے کس طرح موم کی ناک بنا لیتے ہیں، پہلے اس حدیث پر جرح کرتے ہیں اور اسکو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ذرا آپ بھی پڑھئے ''ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کیوقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا، اس سے پایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے''، اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا، یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت سن ''فیل'' مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے، لہٰذا یہ حدیث سند نہیں ہے'' (اصل فارسی اور عربی میں ہے) (آئینہ کمالات اسلام، رخ ص ۴۷۲/ ج ۵)

(جاری ہے)